رجسٹرڈ ان نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اُس سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر و پرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ٭

حضرت نواب صاحب مالیر کوٹلہ سے معہ بیگم صاحبہ بخیریت تمام ۷ فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو قادیان تشریف لے آئے ٭

احمدیہ کوا پریٹو سٹور کا کام بفضلہ تعالےٰ دن بدن ترقی پر ہے۔ روپیہ کثرت سے ملتا ہے۔ مگر کام کرنیوالے آدمی نہیں ملتے۔ اس لئے اسکی اشاعت اور فروخت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ ذمہ داران سٹور فکر میں ہیں۔ اور سوچ رہے ہیں۔ کہ کام کرنیوالے آدمیوں کو بہم پہونچائیں ٭

جنازہ غائب۔ برادرم منشی عبدالرحیم صاحب انبالوی کا چھ سالہ لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ احباب دعائے جنازہ پڑھکر پسماندگان کے لئے صبر جمیل ونعم البدل کی دعا کریں ٭

(۲) آج بتاریخ ۲ ماگھ سنہ ۱۹۷۴ بکرمی کو جناب راجہ غلام حیدر خان صاحب احمدی جاگیردار مقام باڑی پورہ کشمیر پانچ یوم علیل ہوکر بعارضہ بخار اپنے مالک برحق کو جا ملے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدامؤں میں سے تھے۔ اور انجمن باڑی پورہ کے ایک اعلےٰ رکن تھے۔ اور مرحوم نے خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں بھی خوب ثابت قدمی دکھائی۔ اور مرحوم نے اپنی زندگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر طرح امداد کی۔ اور مطابق حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وصیت بھی کردی۔ احمدی برادران مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں مجموعہ اشتہارات۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام خاکسار ایڈیٹر فاروق نے شروع کردیا ہے۔ کاتب لکھ رہا ہے۔ انشاء اللہ پہلی جلد جلدی شائع ہوگی۔ خریداران ایک روپیہ پیشگی قیمت کا فوراً ارسال کریں۔ ورنہ بہ تعمیل نہیں ملیگی ٭

الحکم۔ سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار جسنے اپنی زندگی میں قوم وسلسلہ کی بہت خدمت کی ہے۔ اللہ کے فضل سے دو تین سال کے لگاتار آرام کے بعد اب پھر جاری ہوا ہے۔ اور بیسویں جلد کا پہلا نمبر ۷ فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب نے شائع کردیا ہے۔ احباب اس طرف توجہ فرماویں۔ اور کہنہ مشق ایڈیٹر سلسلہ کی اعانت کریں تاکہ الحکم پھر بند نہ رہے۔ مفصل انشاء اللہ پھر لکھوں گا یہ صرف اطلاعی نوٹ درج کردیا ہے ٭

مکرمی قاضی اکمل صاحب۔ پندرہ روز کے واسطے گولیکی اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے ہیں۔ خدا بخیریت ان کو واپس لائے۔ آمین ٭

اخویم خانصاحب ذوالفقار علیخان رام پوری جو سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور پرجوش ممبر ہیں۔ رام پور کی ملازمت سے سبکدوش ہوکر اپنی اصلی آسامی پر جو گورنمنٹ انڈیا کے ماتحت ہے۔ انسپکٹر آبکاری بجنور پر تشریف لے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے ہیں۔ اور تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو کامیاب کرے۔ اور بھوپور میں احمدی جماعت قائم کردے۔ کیونکہ یہاں بجز خان صاحب موصوف کے کوئی احمدی نہیں۔ نماز جمعہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ خان صاحب خدا کے فضل سے احمدیت کا نیک نمونہ ہیں۔ اور دوسروں کو عزور کھینچیں گے

اخلیہ ایک لڑکا احمدی۔ ذات سید ساکن انبالہ خوبصورت۔ نیک سیرت نوجوان عمر ۱۹ سال کی ہے۔ اس کے واسطے خاندان سادات ہی کے رشتہ کی ضرورت ہے۔

انباله شہر حاجی شیخ میراں بخش۔ سوداگر چرم۔ بازار سبزی منڈی

لودھیانہ کے مقدمہ کا فیصلہ

اوس مشہور مقدمہ از الہ حیثیت عرفی کا فیصلہ جو لودھیانہ کے ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر قاضی فضل احمد نیم ملاں خطرۂ ایمان کے مصداق نے بجارام شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لودھیانہ کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند دائر کیا تھا۔ آخر خدا تعالیٰ کی رحمت اور خاص فضل سے ایک سال سے زائد عرصہ کے بعد ایک بیدار مغز تفصیل و فہیم نکتہ رس حاکم ضلع عالیجناب شیخ اصغر علی صاحب بی اے آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر لودھیانہ نے ۱۴ جنوری ۱۹۱۸ء کو صادر فرما کر شیخ محمد شفیع صاحب کو بے قصور اور بری قرار دیا۔ صاحب ممدوح کا عالمانہ فیصلہ تو انشاء اللہ عنقریب ایک رسالہ کی صورت میں شایع ہوگا۔ اسجگہ ہم فیصلہ کا کچھ خلاصہ ناظرین فاروق کی اطلاع کے لئے نقل کردیتے ہیں۔

خلاصہ فیصلہ

صاحب ممدوح نے مستغیث کے متعلق فیصلہ میں فرمایا ہے۔ کہ مستغیث (فضل احمد) نے ان الزامات کا ایک خلاصہ (P. 20) شامل مثل کیا ہے۔ جو ملزم (محمد شفیع) نے اپنے اشتہار (P. 10) میں اس کے خلاف لگائے ہیں۔ ان کو بنظر سرسری دیکھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنی ناقابل طرز سے کس جرأت کے ساتھ (P. 1) میں اس کے خلاف لگائے ہوئے ریمارکس کو توڑا مروڑا ہے۔

ہم اس بات کو شروع ہی میں بیان کردینا چاہتے ہیں۔ کہ مستغیث (فضل احمد) نے عمر بھر اپنے آپ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے متبعین کا مخالف ظاہر کیا ہے سنہ ۱۸۹۸ء میں اس نے ایک کتاب کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مرزا صاحب کے رسالہ انجام آتھم کے جواب میں تصنیف کی۔ حال ہی میں اس نے ایک اشتہار (P. 30) مشتہر کیا۔ جسمیں اس نے اہلحدیث وہابیوں اور دیوبندیوں پر حملہ کیا۔ مکرم (محمد شفیع) نے اشتہار (P. 1) شایع کیا۔ جسمیں مستغیث (فضل احمد) پر غلط حوالجات دینے۔ مسلمانوں کی کثیر جماعت کو خارج از اسلام کرنے اور اس کے دیگر خصائل یعنی جھگڑالو پن۔ شہرت پسندی۔ بدعات ایجاد کرنے اور تخلیف دہی کی وجہ سے حملہ کیا۔ اس کی مذہبی کم لیاقتی پر بھی رائے زنی کی گئی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس کے خلاصہ میں مستغیث غلط کے معنے جھوٹ قرار دیتا ہے۔ غلط اور جھوٹ کے درمیان تمیز کرنے کی (فضل احمد) مستغیث میں قابلیت نہیں ہے۔ ملزم کے اشتہار میں جہاں مستغیث کو غلط حوالجات دینے والا کہا گیا ہے۔ وہاں مستغیث اس نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ کہ گویا اس کو جھوٹا کہا گیا ہے۔ پھر ملزم نے اپنے اشتہار میں سعدی کے مصرع ؎

کہیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کو جو مستغیث پر چسپان کیا ہے۔ مستغیث اس شعر کے پہلے مصرعہ میں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

کو اپنی طرف سے لگا کر یہ مطلب نکالتا ہے۔ کہ گویا اسکو مرتد۔ آتش پرست۔ گمراہ۔ جہنمی۔ غدار۔ دغاباز ریاکار اور جھوٹا کہا گیا ہے۔ حالانکہ اہل علم اس مصرع کو عام طور پر ایسے شخص کی نسبت کہا کرتے ہیں۔ جو سیدھے راستہ پر نہ جارہا ہو۔ اور یہ مصرع کسی نہایت عزیز دوست اور قریبی رشتہ دار کو کہا جاسکتا ہے جو ماہ راست پر نہ جارہا ہو۔ یہ خیال کرنا ناممکن ہے کہ یہ مصرع کبھی ایسے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہو جو مستغیث نے کئے ہیں ؎

ایک مسلمان جو نہ تو مرزا صاحب قادیانی کا پیرو ہے۔ اور نہ ہی مستغیث کی طرح دیوانہ مستی ہو۔ صاف طور پر یہ دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو الزامات مستغیث نے اپنی کتاب کلمۂ فضل رحمانی میں مرزا غلام احمد صاحب پر لگائے ہیں۔ وہ جھوٹے اور توڑے مروڑے ہوئے ہیں۔ انمیں سے بعض یہ ہیں کہ مرزا صاحب۔ قیامت۔ تقدیر۔ ملائک۔ معجزات۔ عذاب قبر اور قرآن شریف کے منکر ہیں۔ اور وہ روزے نہیں رکھتے تناسخ کے قائل ہیں۔ نیز یہ کہ مستغیث مرزا صاحب کی کتب سے دکھا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھتا چاہتے ہیں اس کے بیانات جرح میں یہ بخوبی ظاہر ہوگیا ہے۔ کہ یہ حملے کیسے بے بنیاد۔ بے جا اور غیر منصفانہ ہیں۔ وہ مرزا صاحب کی کتابوں سے بلفظ یا مخلصاً حوالے دیتے بیان کرتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے۔ اور مستغیث نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ نہ اس کی عبارات نہ تو بلفظ ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی مفہوم کا جسکا وہ خلاصہ لکھتا ہے۔ صحیح خلاصے ہیں ؎

مستغیث کے حملوں کے مقابلہ میں ملزم نے جو الزامات لگائے ہیں۔ وہ بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتے حقیقت امر یہ ہے۔ کہ مستغیث علوم دینی میں نیم تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ اور اس کا علم عربی بہت ہی نامکمل اور سطحی ہے۔ جیسا کہ ڈیفنس کی پیش کردہ عبارت پر اس کے اعراب لگانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ جیسا کہ مضرب المثل میں کہا گیا ہے "نیم حکیم خطرۂ جان"

مستغیث جو کہ (نیم ملاں ہے) خطرۂ ایمان ہے مستغیث نے ایک پبلک مذہبی مباحث کا رویہ اختیار کیا۔ اور اس حیثیت میں کتابیں اور اشتہار شایع کئے۔ اس لئے ملزم (محمد شفیع) کا ان تصانیف پر تنقید کرنا تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ کی چھٹی استثناء کے ماتحت آجاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملزم نے یہ نکتہ چینی ناواجب طور پر یا بدنیتی سے کی ہے۔ اس لئے میں ملزم کو بے قصور قرار دے کر بری کرتا ہوں ؎

ولادت۔ منشی محمد حسین صاحب کاتب فاروق کے ہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دوسرا لڑکا تولد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۱۴ر فروری ۱۹۱۸ء

تیرے منہ کی قسم

میں جلسہ پر قادیان آیا۔ میرے محترم قاضی اکمل صاحب نے پیغام نکالکر دیا کہ میری فریاد کے جواب میں یہ مضمون شایع ہوا ہے۔ اسکو پڑھا۔ درد دل سے بے تاب ہوگیا اس درد کی حالت میں رات گذری۔ صبح ہی جبکہ سورج سرخ سرخ بادلوں میں نکل ہی رہا تھا۔ میں اپنے مسیح کے مزار پر گیا۔ درود کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ جبکہ درود بھیج ہی رہا تھا کہ دل سے۔ درد بھرے دل سے یہ آواز نکلی "تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے" پھر اس بے تابی کی حالت میں خدا جانے کیا کچھ کہہ گیا شاید یہ الفاظ ان کو ظاہر کرسکیں۔ والسلام

عاجز محمد صدیق احمدی طالب علم

تیری قسم میرے پیارے۔ تیرے منہ کی قسم میں درد سے بے تاب ہوکر آیا ہوں۔ میں درد بھرے دل کو لیکر حاضر ہوا ہوں۔ اور جسطرح تو نے درد سے بیقرار ہوکر۔ قوم کے ظلم سے تنگ ہوکر مدینہ منورہ میں سونیوالے۔ یثرب کی مٹی تلے مدفون ہونیوالے آقا کی جناب میں یہ فریاد کی تھی ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آکے میرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

اسیطرح ہاں اسی طرح تیری پیروی میں۔ میں بھی آج قوم کے ظلم سے تنگ آکر کہتا ہوں ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آکے میرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

آہ! مجھ کو تیری طرح مخاطب کرنا آج شرک قرار دیا جاتا ہے بیشک ایک فریاد تیرے حضور کی تھی۔ اسپر تیرے ماننے والے نے مجھ کو مشرک قرار دیا۔ نہیں معلوم تجھ کو کیا قرار دیں۔ وہ تجھ سے دور ہونیوالے کچھ کہیں۔ میں تو تیری پیروی کا دم بھرتا ہوں۔ اگر یہ شرک ہے۔ اگر یہ کفر ہے تو بخدا سخت کافر ہاں ابراہیم خلیل اللہ کو بھی مشرک کہا گیا تھا۔ حضرت سلیمان کو بھی مشرک کہا گیا تھا۔ اور تجھ کو بھی لوگ ایسا ہی کہتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر نہ تو خلیل اللہ ہی مشرک تھا نہ سلیمان مشرک تھا۔ اور نہ تو مشرک ہے۔ اور میں بھی تیرے قدموں میں کھڑے ہوکر یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تیرے غلاموں میں شامل ہوتے وقت بھی اقرار کیا تھا کہ شرک نہیں کروں گا مگر مجبور ہوں۔ اور درد سے مجبور ہوں کہ چند باتوں کا اظہار تیری جناب میں اسطرح تیری پیروی میں کروں ؎

میں یہ نہیں جانتا کہ تو اس سے واقف ہے یا نہیں میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ کو اس سے اطلاع ملتی ہے یا نہیں مگر میں عرض کئے دیتا ہوں کہ تیری وفات کے بعد کچھ لوگ میرے قادیان سے۔ تیرے کعبہ سے۔ تیرے مدینہ سے تیرے لنگر سے۔ تیرے مقبرہ سے۔ تیری انجمن سے اور تیرے خدا کے حکم سے مقرر کردہ مدات سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ اور تیرے تمام دعوؤں پر ایمان نہیں رکھتے۔ جو تو نے بیان فرمائے ہیں۔ تیرے یثرب میں آنے سے یہ لوگ روکتے ہیں تیرے مدینے میں ہجرت کہنے سے یہ منع کرتے ہیں۔ اور تیرے یاتون من کل فج عمیق کے نشان کو یہ مٹا رہے ہیں۔ اور اس کو ایک محدود زمانہ تک کے لئے بتاتے ہیں۔ جسکی مدت تیری زندگی کے آخری ایام تک ہی تھی۔ مگر میرے پیارے سونیوالے کیا یہ سچ ہے تیرے آقا نے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کیا تھا۔ اور یہ اعلان آپ کی زندگی تک نہیں تھا۔ بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اور اگر کوئی اس نشان کو محدود بنائے تو لعنتی ہے۔ وہ واقعات کو جھٹلائے گا۔ اسی طرح تیرے اس قیامت تک کے نشان کو محدود قرار دینا بھی گویا لعنت کو خریدنا ہے۔ تو نے اپنے مسکن کی بابت فرمایا ہے کہ یہ بڑھیگا۔ پھیلیگا اور یاس تک پھیلیگا۔ اگر اس نشان کو بھی ان کے کہنے کے مطابق حضور کی زندگی تک ہی مان لیا جاوے تو کسقدر ظلم کی بات ہو۔ پھر لوگوں کا ہجرت کرکے یہاں آنا حضور کی زندگی تک ہی مان لیا جاوے۔ تو پھر حضور کا یہ فرمانا۔ کہ یاس تک بڑھیگا۔ غلط ٹھہرتا ہے تو نے قادیان کو دارالامن والامان فرمایا ہے۔ یہ مقام فساد و مقام خوف بتلاتے ہیں۔ تو نے لوگوں کو وہاں ہجرت کرنے کا اعلان دیا تھا۔ مگر یہ وہاں سے ہجرت کرنا کار ثواب بتلاتے ہیں۔ اور کئی ایک آدمی قادیان سے نکل ہی گئے ہیں۔ آہ! آہ!! آہ!!! تیرے ہر فعل پر حملہ آور ہیں۔ تیرے ہر قول کی تضحیک کر رہے ہیں۔ یہ صرف تیرے محمود ہاں تیرے جگر پارے کی مخالفت میں اندھے ہوکر کر رہے ہیں۔ میری آنکھ پرآب ہوجاتی ہے۔ میرا دل پہلو میں تڑپ جاتا ہے۔ اور دنیا میری آنکھوں کے آگے تیرہ تاریک ہوجاتی ہے۔ جب ان سب باتوں کا تصور باندھتا ہوں کہ تو کیا چاہتا تھا۔ تیرا خدا کیا چاہتا ہے۔ اور یہ کیا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جہاں میں اور بستیاں بے شمار بڑھیں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور قومیں بے شمار ترقی کریں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور صوفی سجادہ نشینوں کے نام روشن ہوں۔ لیکن اگر کوئی برباد ہو۔ تو قادیان ہاں تیرا قادیان برباد ہو۔ اگر کوئی قوم ترقی نہ کرے۔ تو یہ سلسلہ ہو۔ اگر کسی کا نام نہ روشن ہو۔ تو آپ ہو۔ تو نے قادیان میں بار بار آنے کو فرمایا تھا۔ مگر یہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ تو نے قادیان میں چندہ دینا فرض قرار دیا تھا یہ ترک کر بیٹھے ہیں۔ تو نے ایک انجمن قائم کی۔ اور یہ اسکو اپنے زعم میں توڑ بیٹھے ہیں۔ اسوجہ سے چند لوگ اس سے علیحدہ ہوگئے ہیں ؎

یہ کہتے ہیں کہ اس تیرے پیارے خلیفہ کی وفات پر جو اس وقت تیرے پہلو میں آرام کر رہا ہے۔ مجلس شوریٰ نہیں ہوئی۔ یہ مولا جھوٹا ہے۔ مجلس شوریٰ ہوئی۔ میری ان پر ہم آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ مجلس اندر تھی۔ میں باہر تھا محمد علی موجود تھا۔ محمد احسن موجود تھا۔ ڈاکٹر موجود تھے۔ پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ مجلس نہیں ہوئی۔ یہ جدی بات ہے۔ کہ جو بات یہ چاہتے تھے۔ وہ عمل میں نہیں آئی۔ یہ چاہتے تھے کہ خلافت نہ ہو۔ یہ چاہتے تھے۔ کہ تیرے سلسلہ کو بے سر چھوڑ دیا جائے ہاں مولا ایسا نہیں ہوا۔ تیری بھیڑیں ایک گلہ بان کے سپرد ہیں۔ اور تیرا سلسلہ ایک انتظام کے ماتحت ہے۔ اور یہ میں خوشخبری دیتا ہوں کہ پہلے سے ترقی کر رہا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انشاء اللہ اور ترقی کرے گا ؛

یہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کا جنازہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اور راستہ میں نہر پر جا رہے تھے۔ آہ! کس قدر غلط۔ تو خود ان سے دریافت کر لینا۔ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کے جنازے پر موجود تھے۔ تیرا محمود موجود تھا۔ اور ضرور موجود تھا۔ میں جسطرح یہاں حاضر ہوں وہاں بھی حاضر تھا۔ آہ! افترا ہے۔ اور روافض کی طرح افترا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تیرے آقا و مولا کے جنازے کو چھوڑ کر خلافت کی تمنا میں چلے گئے تھے۔ اور آج یہ گروہ بھی ان کی تقلید میں ہم پر الزام لگاتا ہے۔ ہم نے ہی اس تیرے پیارے اور سب سے پیارے کی تکفین کی۔ اور ہم نے ہی اس کو تیرے پہلو میں لا لٹایا۔ اور تیرے محمود نے اس کا جنازہ پڑھا۔ پھر میں نہیں جانتا۔ مولا یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے جنازہ چھوڑ دیا تھا۔ اور راستوں پر چلے گئے تھے۔ یہ لوگ خود ادھر ادھر بھاگے پھرتے تھے۔ راتوں رات خفیہ اور فتنہ پھیلانے والا لٹریچر شائع کیا۔ سٹیشنوں پر یہ لوگ گئے۔ ریل گاڑیوں میں بیٹھ کر انہوں نے فتنہ پھیلایا کہ تیرے جانے والوں کو انہوں نے بہکایا۔ قادیان میں سب سے پہلا فتنہ تیری وفات پر ان لوگوں نے کھڑا کیا اور فتنہ کے بانی خود یہ لوگ ہیں

تیرے منہ کی قسم میرے پیارے ہم نے پہل نہیں کی۔ یہ اس فتنہ کے اٹھانے والے ہیں۔ اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ "مکہ میں نے بے شک پہل کی ہے" ہم نے صدر انجمن کو نہیں توڑا۔ ہم نے کسی کو اس سے علیحدہ نہیں کیا۔ بلکہ یہی لوگ ہیں۔ جو آپ علیحدہ ہوئے۔ اور خود چندہ بند کیا۔ اور بند کرنے کا اعلان کیا۔ محمد علی اور اس کے رفقاء نے یہاں اور خواجہ نے لنڈن سے اعلان کیا کہ چندہ دینا بند کر دو۔ لنگر میں روٹیاں کھانے والے خود بخود بھاگ جاوینگے ؛

میرے پیارے سونیوالے! انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ تیری قائم کردہ مدات ان کے چندوں کی وجہ سے چل رہی ہیں۔ انہوں نے خیال کر لیا تھا کہ ان کے چندے بند ہوتے ہی تیرا لنگر ہاں تیرا قائم کردہ لنگر بند ہو جائیگا یہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کہ ان کے جاتے ہی مدرسہ بند ہو جائے گا۔ اور تیری بستی پر۔ تیرے قادیان پر مشنری حکومت ہو جائے گی۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ ان کے وجود سے یہ تیرا سلسلہ قائم ہے۔ اور اپنے تئیں اس عمارت کے ستون خیال کرتے تھے۔ کہ جہاں یہ ادھر ادھر سرکے۔ اور ساری عمارت نیچے آ رہی۔ پھر اپنے تئیں اس شیرازہ کے وہ دھاگے سمجھتے تھے۔ کہ جن کے نکلتے ہی یہ تار تار ہو جائے گا۔ اور یہ سلسلہ کڑی کڑی ہو جائے گا۔ مگر میرے پیارے دنیا سے نرالے سونیوالے مسیح ایسا تو نہ ہوا۔ میں تو لنگر کو برابر جاری دیکھتا ہوں۔ میں تو قادیان میں رونق بیش از پیش دیکھتا ہوں۔ میں تو مدرسہ میں ہر طرح کی ترقی پاتا ہوں۔ میں تو طالب علموں میں ایک نئی سپرٹ محسوس کرتا ہوں۔ میں تو مشنری صاحبان کو قادیان سے دور ہی دیکھتا ہوں۔ اور اگر تیری بستی میں کسی کو موجود پاتا ہوں۔ تو وہ تیرے غلاموں میں شامل ہے۔ تیرے سلسلہ میں منسلک ہے۔ مجھ کو تو منارۃ البیضاء اب اپنی شان کے ساتھ سربلند کئے کھڑا نظر آتا ہے۔ مسجدیں مدرسے پہلے کی نسبت زیادہ آباد ہیں۔ مجھکو تو تیرے قدموں میں سونے والے اور سونے کی خواہش کرنے والے زیادہ ہی نظر آتے ہیں۔ میں کس طرح ان کے اعلانوں کو مانوں۔ کسطرح ان کے ان خیالوں کو سچا یقین کروں جبکہ نتیجہ کچھ اور ہی ظاہر کر رہا ہے ؛

میں ان کے قائم کردہ مقبرہ کو دیکھ آیا ہوں۔ یہاں خود تو اپنے سب سے پیارے دوست اور لیڈر قوم اور اور دوستوں کے آرام کر رہا ہے۔ وہاں پر اگر کوئی چیز ہے۔ تو تھوہر ہے۔ اور اس کا سفید اور کڑوا دودھ ہے۔ اور جس کا کہ دودھ تو جانتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی خوراک ہے۔ یہ ہماری ترقی کو دیکھ آتش حسد میں جل رہے ہیں۔ یہ ہمارے کاموں کو دیکھ کر جل بھن رہے ہیں۔ اور کاشت اس تھوہر کی کر رہے ہیں۔ شاید کہ کبھی آتش حسد کی گرمی شدت پیاس پیدا کرے۔ اور اس کا سفید دودھ کچھ تسکین دے ؛

تیرے قائم کردہ مقبرہ میں لیٹنے سے ان کو نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ تیرے قدموں میں لیٹنے سے یہ متنفر ہیں۔ تیرے دوستوں میں یہ شامل نہیں ہونا چاہتے اسلئے انہوں نے ایک جگہ خرید کی۔ جہاں ابوبکر لیٹے ہیں۔ اور بولتے رہینگے۔ اس کو لیا۔ حضور میرا خیال ہے۔ کہ ایک ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ جو تیرے دوست ہونگے۔ وہ تیرے قائم کردہ مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ اور تیرے قدموں میں لیٹنا فخر خیال کرینگے۔ ہاں وہ جو تجھ سے اور تیرے قائم کردہ مقبرہ سے تیرے ہی پیرو کہلا کر کنارہ کشی کرینگے۔ مزدران کی یادگار ہونی چاہیئے۔ سو مولا انتظام ہو گیا ہے۔ اس مقبرہ کو حضور نے قائم کر کے خدا کے حکم سے اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا ہے۔ اور اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے جو بہشتی ہوں گے۔ یہ جگہ پسند فرمائی ہے۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو تجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ایک مقبرہ قائم کیا ہے اپنے نفس کے حکم سے۔

ہم کو کہا جاتا ہے کہ ہم نے تیری کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔ ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل سمجھتے ہیں۔ آہ! کس قدر جھوٹ ہے۔ میرے پیارے سونے والے پیارے۔ ہم تیری کتابوں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ تیری کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ اوروں کو پڑھنے کے لئے دیتے ہیں ان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ انکی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ تیرے حکموں پر عمل پیرا ہیں۔ تیرے سب دعووں پر ایمان رکھتے ہیں میرے پیارے یہ خود ہیں۔ ہاں یہ خود ہیں کہ تیرے آدھے دعووں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آدھوں پر نہیں۔ تیرے دعوئ نبوت کو قرآن و حدیث کے برخلاف بتاتے ہیں بیشک اب ہم تیری ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جن کا تو نے خود اپنی قلم سے رد کر دیا ہے۔ اور جسکو تو نے خود منسوخ کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اب ہم تیرے اس قول کو نہیں مانتے۔ کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ کیونکہ تو نے خود فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ وفات پا گیا ہے۔ اور تو اس کی جگہ مسیح ہو کر آیا ہے۔ ہم اب بے شک نہیں مانتے۔ خدا کی قسم نہیں مانتے۔ حضور کے اس خیال کو کہ مسیح اسرائیلی تجھ سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ خود فرما دیا ہے۔ کہ میں ابن مریم سے ہر شان میں بڑھکر ہوں۔ بیشک یہ ٹھیک ہے کہ اوائل میں حضور کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ تجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے مقربین میں سے اگر کوئی امر حضور کی فضیلت کا ظاہر ہوتا۔ تو حضور اس کو جزوی فضیلت قرار دیتے تھے۔ مگر میں اب تیری قسم اور تیرے منہ کی قسم ان باتوں کو نہیں مانتا۔ کیونکہ تو نے فرما دیا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" حقیقۃ الوحی ص۲۹

ہم نہیں مانتے اور بے شک نہیں مانتے کہ حضور عیسیٰ نہیں ہیں۔ مہدی نہیں ہیں۔ مسیح موعود نہیں ہیں۔ الہامات کی موجودگی میں بھی انکار کیا۔ مگر جب فرمادیا کہ میں ہی ہوں۔ پہلے حقیقت پر محمول نہیں فرماتے تھے۔ اب حقیقت میں میں مسیح موعود ہوں۔ مہدی ہوں۔ عیسیٰ بن مریم ہوں۔ ہم نہیں مانتے۔ اور ہرگز نہیں مانتے۔ حضور کے اس خیال کو کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ کیونکہ بعد میں تو نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمادیا ہے کہ "شریعت کا لانا اس کے لئے (نبی کے لئے) ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" میں نہیں مانتا ہاں نہیں مانتا کہ حضور نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ بارش کی طرح خدا تعالیٰ کی وحی نے نازل ہو کر آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا۔ اور فرمادیا تھا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس کا انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کروں۔ میں اسپر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (اخبار عام)

میرے پیارے دنیا سے نرالے مسیح بے شک تو نبی ہے۔ اور خدا کے حکم سے نبی ہے۔ اور اگر میں تیری نبوت سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ واقعی تیرا نام خدا نے نبی رکھا ہے۔ میں انکار نہیں کرتا میں اسوقت تیری قبر کے سامنے کھڑے ہو کر وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اسپر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں ؛

میرے پیارے سونیوالے پیارے! تیری یہ قسم سچی قسم ہے کہ :-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"

حضور میں بھی تیری طرح تیری پیروی میں قسم کھاتا ہوں۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھے بھیجا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تیرا نام نبی رکھا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھ کو مسیح موعود کے نام سے پکارا۔ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ تیرا نام نبی ہے۔ اور تو نبی بنا کر ہمارے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور تو مسیح موعود ہے۔ تیرے نبی ہونے میں مجھ کو ہرگز شک نہیں ہے۔ تیری قسم تیرے منہ کی قسم تو اس زمانہ کے لئے نبی ہو کر آیا ہے۔ تیری قسم تیری منہ کی قسم تو جری اللہ ہے۔ اور اگر ان نشانوں کو جو خدا نے تیری نبوت ثابت کرنے کے لئے دکھلائے۔ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ (مفہوم چشمہ معرفت) میرے پیارے انہوں نے تیرے خدا کو شاہد کر کے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ تو اللہ تعالےٰ کا سچا رسول ہے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوا۔ اور تیری مخالفت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور جو درجہ تو نے بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ (مفہوم پیام ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۳ء) آج یہ لوگ اس کا انکار کریں تو کریں۔ مگر میں اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتا ہوں۔ اور کسی کی خاطر ان عقاید کو بفضلہ تعالےٰ چھوڑ نہیں سکتا ؛

حضور مجھ کو چین نہیں آئے گا۔ جب تک میں دردِ نہانی کا یہی اظہار نہ کر لوں۔ میں نے پہلے بھی اپنی فریاد میں فریاد کی تھی کہ انہوں نے اس طرز تبلیغ کو چھوڑ دیا ہے۔ جو تیری پسندیدہ تھی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب حضور کی پسندیدہ طرز تبلیغ پر وطن اخبار نے سوال اٹھایا تھا کہ آپ کے دعوے کو دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جاوے۔ تو اس صورت میں وہ مدد کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ روپیہ پیش کرتے تھے۔ خریدار دیتے تھے۔ مگر حضور نے انکی مدد پر کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ ان کے روپیہ پر لات ماردی۔ ان خریداروں کی طرف التفات بھی نہ کی۔ بلکہ مولوی محمد علی کو بلا کر کہا۔ تو نے یہ کہہ نہ دیا تھا کہ مجھ کو چھپا کر کونسا اسلام پیش کرو گے۔ جسپر محمد علی نے گردن جھکا دی تھی۔ مگر آج جس بات سے تو نے ان کو منع کیا تھا۔ وہی ان لوگوں نے کی۔ آہ! کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں ہے۔ کہ اور پیروں۔ گدی نشینوں یا تیرے مخالف صوفیوں کا ذکر ان کے رسالہ میں ہو۔ مگر تیرا نام اور تیرے دعاوی پر کچھ نہ لکھا جاوے۔ اوروں کی تعریف ہو۔ اور تیرا نام لینا اور تیرا قائم کردہ سلسلہ کا تذکرہ کرنا سم قاتل بن جاوے۔ یہ لوگ پہلے ایمان کی خاطر۔ نجات کی خاطر۔ اسلام کی خاطر۔ تیرے ہاتھ پر بکے تھے۔ اور تجھکو اور تیرے نشانوں کو دنیا کے سامنے ہر میدان میں پیش کرتے تھے۔ آہ! آج شہرت کی خاطر۔ چند روپیوں کی خاطر۔ اور دنیا کے لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر ان برائے نام مسلمانوں کے ہاتھوں پر بک گئے ہیں جن کو تو مسلمان بنانے آیا تھا۔ اور جن کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ تیرے جیسے وجود کو نازل کر کے اور نبی کر کے ان کی اصلاح کی جائے۔ مگر بجائے ان کی اصلاح کرنے کے ان میں ہی ملتے جاتے ہیں۔ لنڈن میں جا کر انہوں نے تیری مخالف اور سخت مخالف کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حالانکہ تو نے حرام اور قطعی حرام قرار دے دیا تھا ؛

ان لوگوں نے تیری وفات کے کچھ عرصہ بعد تک تیرے نام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بنگالہ والی پیشگوئی پوری ہونے پر اس کو شائع کیا۔ موسیٰ ندی ٹوٹنے پر نظام حیدر آباد کو ڈرایا ہے۔ اور تیری نبوت اور نذیر ہونے کو جلی لفظوں میں اسکے سامنے پیش کیا۔ ترک جب بلقان وار میں شکست کھا رہے تھے۔ تو ان کو اور یورپ والوں کو تیری پیشگوئی سنائی۔ مگر جب سُنہری اور روپہلی اغراض پیش آئیں۔ تو پھر خواجہ نے خاموشی اختیار کر لی۔

یہ تو وہ باتیں۔ یہ تو وہ درد دکھ کی داستان تھی۔ جو مجھ کو بے چین کئے دیتی تھی۔ اور یہی جو مجھ کو اسوقت یہاں کھینچ لائی۔ مگر میرے پیارے تیرے خدا سے بھی کچھ عرض کرنا ہے ؛

اے وہ خدا جو تمام نقائص سے پاک ہے۔ اے وہ خدا جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے خدا جو رحمٰن ہے۔ اے وہ خدا جو رحیم ہے۔ اے وہ خدا جو مالک یوم الدین ہے۔ اے وہ خدا جو قادر مطلق ہے۔ اے وہ خدا جو نبیوں کو مبعوث کرتا ہے۔ اے وہ خدا جس نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو رحمت للعالمین و خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔ اے وہ خدا جس نے مسیح موعود کو اس وقت جہاں کی نجات کے لئے مبعوث کیا۔ اے وہ خدا جس نے ہم کو اس کی غلامی میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ میں کمزور ہوں۔ گنہگار ہوں میں نالائق ہوں۔ میں انسانوں کی عار ہوں۔ میں بشر کی جائے نفرت ہوں۔ مگر تو اے خدا جو غفار ہے۔ عیب پوش ہے۔ محسن ہے۔ پروردگار ہے۔ تیری جناب میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ تو پاک ہے۔ مجھ کو بھی پاک کر دے۔ تو رحمٰن ہے۔ تو رحیم ہے۔ مجھ میں رحم کا مادہ پیدا کر دے۔ اور تمام نقص و عیب پر پردہ ڈال دے۔ کیونکہ تو غفار ہے۔ ستار ہے۔ میرے دل سے شرک نکال دے۔ مجھکو اپنا فرمانبردار بنا لے۔ اور مجھے قرآن پر چلنے کی پوری پوری توفیق دے۔ اور میں کسی بھی حکم کو توڑنے والا نہ بنوں۔ تکبر کو۔ نخوت کو۔ غرور کو۔ میرے اندر سے نکال دے۔ مجھ میں عاجزی اور فروتنی پیدا کر دے۔ میرے دل میں اسلام کے لئے۔ تیری رضا کے لئے اور تیرے ملنے کے لئے اک آگ لگا دے۔ اور وہ آگ میری تمام خواہشات کو جلا کر خاک کر دے۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے جی ہٹا دے اور ... اپنے قرب میں جگہ دے اور مجھ کو اس قابل بنا دے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں۔ آمین ثم آمین ؛

میرے دل میں خدایا اک تپش ہے۔ میرے دل میں اک الم ہے۔ اور اس سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو دل میں تپش رکھتا ہو۔ یا وہ دلفگار ہو۔ یا مولا تو ہی جانتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ کہ تیرا نام دنیا میں بلند ہو۔ تیرے نبی محمد مصطفےٰ کا نام جہاں میں روشن ہو۔ تیرے اسلام کو لوگ فوج در فوج قبول کریں۔ اور اس زمانہ کے نبی کو لوگ مان لیں۔ اور پھر وہ جو مان کر علیحدہ ہو گئے ہیں۔ مولا ان کے دلوں کو ہی پھیر دے۔ یوسف کے بھائیوں کی طرح ان کے دلوں میں پشیمانی پیدا کر دے۔ اور وہ آئیں اور پھر الٹے کو آئیں۔ اور ہم ان کو اپنے سینوں سے لگا کر دل کا بخار نکال لیں۔ مولا! آنکھیں پر آب ہیں۔ اس نظارہ کی وجہ سے جو ان آنکھوں نے دیکھا۔ اور دل نے محسوس کیا اب طاقت بیان نہیں۔ رحم فرما رحم فرما۔ آمین ؛

میرے پیارے سونوالے پیارے۔ تیری قسم ا...

دل بھر گیا ہے۔ آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں۔ لوگ قبروں پر جاتے ہیں۔ وہ وہاں نذر و نیاز دیتے ہیں۔ مگر تو نے تو ہمارے اندر سے اس قبر پرستی کو دور کر دیا ہے۔ مگر یہ بیماری صدیوں کی ہے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ میں بھی کچھ حضور کے مزار پر چڑھاؤں۔ خواہ لوگ اس کو کچھ کہیں۔ شرک قرار دیں برا منائیں۔ میری طاقت سے پیارے باہر ہے۔ جہاں تک طاقت میں تھا۔ ضبط کیا۔ یہ آنکھیں چاہتی ہیں اور اسی واسطے پر آب ہیں کہ دو قطرے تیری قبر پر چڑھا دیں اور بس۔ اے میری بے تاب آنکھو! گرا دو۔ گرا دو۔ دو قطرے گرا دو۔ لوگ اور جگہ پھول چڑھاتے ہیں۔ مگر پیارے مسیح کی قبر سونی پڑی ہے۔ تم اے میری آنکھوں! ان آنسوؤں کی ایک لڑی تیار کرو۔ درد کے اظہار کے لئے تم رو دو۔ اور اس خاک پر جسکے نیچے میرا پیارا سوتا ہے۔ یہ نذر چڑھا دو۔ اور رخصت ہو۔ اگرچہ کوئی نہیں جو کہ آن کر یہاں ان کو دیکھیگا۔ اگرچہ کوئی نہیں جو آن کر اس چڑھاوے کو اٹھائیگا۔ مگر ہاں ضرور یہ دو آنسو اپنا اثر کرینگے۔ اور ضرور کرینگے بے شک یہ زمین پر گرینگے اور گر کر فنا ہو جائینگے۔ مگر ان کے بخار آسمان پر جاتے ہوئے ہر کسی کو دکھائی دینگے۔ اور ہر وہ آنکھ جو درد رکھتی ہے۔ رو دیگی۔ اور ہر وہ دل جو تپش رکھتا ہے پگھل جائیگا۔ پس اے میری تم آنکھو! ان کو گراؤ۔ اور رخصت ہو۔ والسلام ؛

فریاد بحضور رسولِ خدا۔ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے فریاد ہے
ہاتھ میں تیغ ستم لیکر کھڑا جلاد ہے

دامِ غداری بچھائے تاک میں صیاد ہے
ہر طرح کی گالیاں دیتا ستم ایجاد ہے

حامیِ عرشِ معلیٰ تو خبر مظلوم کی
ورنہ جان بیکار جائیگی کسی معصوم کی

کیا رقم اپنا کریں افسانۂ رنج و ملال
ہم ستائے جا رہے ہیں قوم سے مثلِ بلال

قوم ہے سر پر کھڑی آمادۂ جنگ و جدال
ہاتھ میں تیغ ستم ہے یا رسولِ ذوالجلال

ہر طرف اس بانیٔ جور و جفا کا زور ہے
مار ڈالو میرزا کے معتقد کو شور ہے

ہو گیا چھلنی تن لاغر ستم کے تیر سے
ہاتھ پاؤں باندھے بندوں کے ہیں زنجیر سے

چھینتے ہیں گوہرِ ایمان ہر تدبیر سے
یا محمدؐ تم بچا لو تیغ آتشگیر سے

ہم غلامی سے نہ مرزا کے موڑینگے کبھی
شیشۂ شرطِ وفاداری نہ توڑینگے کبھی

ہم نے جب سے پیروی کی آپکے فرمان کی
یعنی جب سے کی غلامی احمدؐ ذی شان کی

ہو گئی دشمن خلائق ملک ہندوستان کی
اب نظر آتی نہیں ہے خیر کچھ بھی جان کی

نائبوں کو آنکھ اپنے ذرا سمجھائیے
یا محمد مصطفےٰ تشریف فوراً لائیے

آپ کی اُمت سناتی ہے ہمیں لیل و نہار
دو مقدس دوستوں کو کر چکی ہے سنگسار

خانۂ دل سے رواں ہونے لگا صبر و قرار
جز خدا کوئی نہیں عالم میں اپنا غمگسار

چھٹ گئے اپنے پرائے لٹ گیا باغ امید
مولوی آمادۂ پیکار ہیں بن کر یزید

خوش سے کابل سے ہو دریافت کچھ حال ستم
افضل الامت کا اپنے اے شہنشاہ امم

ہر طرح کی ذلتوں کا سامنا ہے دمبدم
اب تلک سر پر ہمارے ڈھا رہے ہیں کوہ غم

یا رسول اللہ لیجے ہم غریبوں کی خبر
آپ کا دونوں جہاں میں ہے لقب خیر البشر

جان دینے کے لئے ہر وقت ہیں تیار ہم
زندگی سے ہو چکے ہیں سر بسر بیزار ہم

گالیاں سنتے ہیں لوگوں کی سر بازار ہم
روک سکتے اب نہیں تیغ ستم کا وار ہم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمنی بھی کس بشر سے؟ خادم اسلام سے
حضرت احمد کے پیارے اور مقدس نام سے

ہوش کر اے بے ادب خادم زبان کو تھام لے
اس ڈھٹائی سے نہ محبوب خدا کا نام لے

کون ہیں وہ غور کر فہم و ذکا سے کام لے
جا قدم ان کے غلاموں کا خوشی سے تھام لے

گر بھلائی ہے تجھے منظور اپنی سر بسر
کر اطاعت حضرت محمود کی شام و سحر

دل کی تڑپ

(از شیخ محمد یٰسین صاحب ناجر کتب قادیان)

جان جس کی دین احمد پر فدا ہو جائیگی
اُسپہ رحمت حضرت رب الورا ہو جائیگی

دوستو! وہ دشمن قوم آشنا ہو جائیگی
دُور دل سے جب تعصب کی بلا ہو جائیگی

میرا حاصل مدعا روز جزا ہو جائیگا
گر میری تبلیغ حق میں جاں فدا ہو جائیگی

اس کو مل جائیگی دولت دو جہاں کی دوستو
جس کسی پہ یار کی شفقت ذرا ہو جائیگی

اب نکل پردے سے باہر جلد اے پردہ نشین
تجھ سے دنیا بے خبر ہے آشنا ہو جائیگی

دشمن ناآشنا کو مژدہ دے باد صبا
یہ جماعت اک جہاں کی رہنما ہو جائیگی

اس کے کوچے میں اگر میرا گذر ہو جائیگا
بات بن جائیگی اور عزت سوا ہو جائیگی

دال روٹی اور کہاں فکر سخن فکر خیال
اسطرح کیا شاعری زور آزما ہو جائیگی

دشمن اسلام سے ہو گفتگو میری اگر
اس کو بھی حق سے عطا راہ ہدیٰ ہو جائیگی

حق کے پہنچانے میں اے یٰسین ہمت کر دریغ
تیری حالت دیکھنا پھر کیسے کیا ہو جائیگی

آریوں سے چند سوالات

اس سے پہلے میرے مکرم دوست منشی فضل حسین صاحب نے دس سوالات آریہ مہاشاؤں کی خدمت میں جواب کے لئے پیش کئے تھے۔ اب چند مطالبات بندہ بھی آریہ صاحبوں کی خدمت میں جواب کے لئے پیش کرتا ہے۔ اے کاش کہ صاحبان موصوف جواب دیکر مشکور فرمادیں ؛

۱۔ آریہ مہاشے روح مادہ۔ خدا کو ازلی مانتے ہیں۔ اور وہ طرح کی علت مانتے ہیں۔ اول علت فاعلی اور دوئم علت مادی۔ اب ہم آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ تیسری چیز یعنے روح۔ جسکو ازلی مانتے ہیں۔ علت یا معلول ہے؟ اگر علت ہے۔ تو سوامی جی کا قول سند پیش کریں کہ انہوں نے تین طرح کی علت مانی ہو۔ یا آپ تیسری علت کا نام بتادیں (علت روحی) اور اگر معلول ہے تو معلوم ہوا کہ حادث ہے

۲۔ نتیجہ فعل کے بعد ہوا کرتا ہے نکہ پہلے۔ تو غرض یہ ہے کہ پہلی دفعہ جب پرمیشور نے انسان بنایا۔ تو اسوقت جو قالب اسکو دیا گیا۔ وہ کس کرم کا نتیجہ تھا؟ اگر کہو کہ بغیر کرم کے تو تناسخ باطل۔ بعض آریہ صاحبان فرماتے ہیں کہ "پہلے پہل" کا لفظ غلط ہے۔ مخلوق کی کوئی ابتدا نہیں۔ ہم لوگ سرشٹی کو انادی مانتے ہیں۔ اس لئے انسان کی پیدائش پر "پہلے پہل" کا جملہ نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ جب سے خالق تب سے مخلوق"

ہم ایسے مہاشہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہے مہاشہ جی! اگر درحقیقت یہ بات درست ہے۔ کہ جب سے خالق تب سے مخلوق تو فرمائیے۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں جو کچھ ہے کہ ہے انسانوں میں ایشور تم ہیت سے پہلے موجود ہوں" اس کا کیا مطلب ہے۔ اس سے تو صاف عیان ہے۔ کہ پہلے ایشور تھا۔ اور بعد میں انسان بنا۔ اگر نہیں تو اس کو غلط کہہ بیٹھئے۔ دوسرے جو چیز انادی ہوتی ہے وہ (جیسا کہ آپ لوگ مانتے ہیں) خود بخود ہوتی ہے۔ اس کا بنانے والا یا علت کوئی نہیں ہوتی۔ تو آپ بتادیں کہ پرمیشر علت فاعلی جو ہے تو کس چیز کی علت ہے؟ اگر کہو کہ سرشٹی کی تو معلوم ہوا۔ کہ سرشٹی معلول ہے۔ اور اس لئے ہمارا سوال ہے۔ کہ پرمیشور کو علت فاعلی آپ لوگ کیوں کہتے ہیں؟ اور وہ کس چیز کی ہمت ہے؟ افسوس کہ سرشٹی کو انادی مان کر پرمیشور کو ضرورت ہی نہیں رہتی ؛

(۳) مادے کی صفت جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ بغیر حرکت ہے۔ اور بے جان ہے۔ سوائے ہلانے کے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک سرک بھی نہیں سکتا۔ تو جب یہ حالت ہے۔ تو ایک بڑی حرکت یعنی عدم سے وجود میں آنا۔ کیسے خود بخود ہو سکتی ہے فتدبر!

(۴) روح اور مادہ کی صفات کا علم پرمیشر کو کامل طور پر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو یہ ذی یقین کے نزدیک غلط ہے۔ اور اگر کامل طور پر ہے۔ تو پرمیشور ان کو بنا ہی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں بنا سکتا۔ تو علم ناقص ہے۔

(۵) روح۔ مادہ کی صفات کیا ہیں؟ آیا روح یا مادہ میں آپس میں ملنے کی خاصیت بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ثبوت دو۔ اور حوالہ دو۔ اور پھر خدا کی ضرورت کیا ہے؟ اور اگر نہیں۔ تو پھر بعد میں کس طرح پیدا ہو گئی۔ کیونکہ ایک ازلی شے کی صفات میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی تغیر ہو سکتا ہے ؛

(۶) ایک راستباز آدمی سچ کو پسند کرتا ہے۔ اور جھوٹ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر ایک جھوٹ کو پسند کرنیوالا راستباز نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح جب ہم ستیارتھ پرکاش سوامی جی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھتے ہیں۔ تو گیارہویں سمولاس میں یوں رقم ہے۔ "اگر جیو اور برہم کی یکتائی شنکراچارج جی کا ذاتی مذہب تھا۔ تو یہ کچھ عمدہ نہیں۔ اور اگر جیونوں کے رد کے لئے اختیار کر لیا تھا تو اچھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی دیندار ی کو پسند فرماتے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی مہاشے صاحب اس عقدہ کو حل کرنے کی تکلیف گوارا کرینگے ؛

(۷) جب روح۔ مادہ پرمیشور کی مخلوق نہیں۔ تو وہ ان کا مالک کس اصول سے ہے۔ مالک ہونے کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں :۔ (ا) اپنا پیدا کردہ (بنایا ہوا) ہو۔ (ب) مول لیا ہو۔ (ج) ایک خاص وقت سے قبضہ میں ہو۔ (د) جبراً اس چیز پر قبضہ کر لیا ہو۔ جو مہاشہ صاحب جواب دیں۔ وہ مہربانی کر کے وہ پرچہ میرے نام وی پی کر کے بھیجدیں مشکور ہوں گا ؛ خاکسار شاہ زمان علی "سید" موقتیدیں شیخ عبدالمجید صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصوف کے نام سے الحاد پھیلانے کی کوشش

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر ۷

غرض جب مرشد بالکیکا نام رکھتا ہے۔ تو مرشد کے سامنے نقیب ہوکر اور جمع اللہ کی طرف رُخ کرکر بالکیکو سامنے لیکر فرض کرو کہ مرشد کا نام شاہ ولی اللہ حسینی ہو اور شاہ ولی اللہ حسینی نے اپنے بالکیکا نام رحمت علی شاہ رکھا۔ تو نقیب یہ عبارت بہت زور سے کہیگا۔ سنو شاہوں کے شاہ بادشاہوں کے بادشاہ شاہ ولی اللہ حسینی معصوم رحمت علی شاہ تمہاری سرفراز ہوئی ہے اسکے بعد تمام جمع اللہ کہتی ہے یا لطف النبیاء کرم اولیا یا فضل پنجتن یا علی مدد اِلٰہ اِلا اللہ۔ اور پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک واحد واحدیہ کہیگا۔ عشق اللہ و فقر اللہ تو سب ملکر کہینگے۔ سدا و اعشق جمال فقرا۔ اس بالکیکو جہاں کھانا پکا ہے۔ وہاں لائینگے۔ اور اس کو بستر ہ کرنا بتلا دینگے جو ایک ہاتھ سے زائد چوڑا نہیں ہوتا ہے۔ اور لمبا بھی ایک ہی ہاتھ رکھیں گے۔ جس کو بیٹھک کا بستر ہ کہتے ہیں۔ اور بقیہ موڑ دینگے۔ اور سوتے وقت لانبا کر سکتے ہیں۔ مگر چوڑا تو ایک ہی ہاتھ رہیگا۔ اور اس بالکیکو تعلیم ایک عرصہ واقف ہونے تک جمع اللہ کے ہاتھ میں ہی رہیگی۔ اور لکھنے دکھنے میں بجائے ابن کے معصوم لکھینگے۔ اور کہینگے یعنے کن کے معصوم ہیں۔ شاہ ولی اللہ حسینی کے۔ اور لکھیں گے بھی تو یہی لکھیں گے۔ رحمت علی شاہ معصوم شاہ ولی اللہ حسینی۔ اور ناموں میں بھی ان کے جو اختلاف ہے۔ وہ پھر کبھی انشاء اللہ بیان ہوگا۔

غرض ایک طرف بالکیکو بستر ہ پر بٹھا دیتے ہیں۔ اور بیچ میں سرگروہ بیٹھتا ہے۔ اور اس کے بیٹھے بازو اول بھنڈاری اور اس کے بعد نقیب ہوتا ہے۔ اور دائیں بازو اولی کوتوال اور بائیں بازو اذنی۔ اور سامنے آبکاری رہتا ہے۔ اب جو سرگروہ حکم دے گا۔ ویسا کیا جاوے گا پہلے دیگ سالنا وغیرہ اور بچا ہوا تمباکو بیچ میں رہینگے اور جس برتن سے بھر بھر کر تقسیم کرینگے۔ اوس کو ساقہ کہینگے اوّل بڑی لمبی چوڑی ایک مخصوص سرگروہ یا بھنڈاری فاتحہ پڑھیگا۔ اور پھر وہی پنجتن کا نعرہ کرینگے۔

بعدہٗ اوّل کھانا یا روٹی تقسیم کرینگے۔ پھر ترکاری و سالنا اسکے بعد تمباکو گوڑاکو۔ گانجہ۔ بھنگ۔ چرس۔ افیون اس کے بعد پیسے۔ اس کے بعد اس بالکے سے گانجہ بنوا پینگے بھرنا پینا سکھلائینگے۔ بعدہٗ کھانا حسب دلخواہ کھائینگے اور بعض اپنے مکان کو لے جائینگے۔ مغرب کے وقت چراغ لگا کر چراغ کے سامنے یا سرگروہ کے سامنے کھڑا رہ کر یہ پڑھتا ہے۔ انی امنت بربکم فاسمعون۔

چراغ مسجد و محراب و منبر ٭ علی فاطمہ شبیر و شبر
اگر گیتی سراسر باد گیرد ٭ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
چو میرد مبتلا سیدہ ٭ چو خیزد مبتلا خیزد
چراغ آل محمد ہمیشہ روشن باد ٭ بر مخالفان علی ہم دائم لعنت باد

یہ سب ملکر کہینگے۔ بیش باد۔ نقیب کہیگا۔ بر بحر ہمیشہ گلشن چراغ نادعلی ہر بدن بخوش باد۔ اس کے بعد نعرہ کرینگے۔ اور ہر ایک اپنے بستر ہ کو سجدہ کرکے عشق یعنے اپنا مذہبی سلام پڑھینگے۔ اور ہر ایک اس کا جواب دیگا۔ اور پھر حسب دلخواہ سو جاوینگے۔ صبح اٹھ کر پھر اپنے بستر ہ کو یا مرشد کو سجدہ کرے گا۔ اور نقیب سرگروہ کے روبرو کھڑا رہ کر اللہ نور السموات والارض پڑھ کر چند شعر حسب مرضی صبح کی تعریف میں پڑھیگا۔ بعد سب نعرہ کرینگے۔ اس کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ نماز وغیرہ ندارد ٭

فروختنی زمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈنگ سے جانب شمال ایک کنال اراضی ایک دوست فروخت کرتا ہیں یہ اراضی جدید ہسپتال کے دروازہ غربی کے متصل فتح اللہ صاحب سب اوورسیر کے عالیشان نو تعمیر شدہ مکان کے ساتھ ملتی ہے۔ صاحب ۵۰ روپیہ اسکی قیمت ہے۔ شائقین بودارالامان کے پُرفضا میدان کی طرف مکان بنانے کے خواہشمند ہوں بہت جلد اپنی درخواست ایڈیٹر فاروق کے پاس مع مبلغ پچاس روپیہ بیعانہ کے بھیجدیں سب سے پہلی درخواست منظور ہوگی قیمت کے متعلق کسی قسم کی خط و کتابت نہ کی جاوے۔ قیمت طے شدہ ہے ٭

خوبیٔ قسمت اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں۔

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی فخر الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دار البقاء لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے یا مُردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سُنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دُعا فرمادیں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اُٹھائیں ٭

قیمت فی تولہ ۴ روپیہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (ٹیکہ)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمٰن کاغانی قادیان (گورداسپور)

باہتمام عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی کے لئے شائع ہوا ٭